إزالة الاشتباه

عن

أنوار الانتباه

مولانا أبوالبشیر عبدالغنی شوپیانی مرحوم

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۱

إزالة الاشتباه
عن
أنوار الانتباه

مولانا أبو البشیر عبد الغنی شوپیانی مرحوم

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیت و رأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کردیا ہے۔ اس کے صاف و شفاف جسم کو داغ دار کردیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردار ادارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں و کشمیر نے اصلاح عمل و عقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جد و جہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعے سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں و کشمیر

بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

ایک مختصر رسالہ بنام انوار الانتباہ فی توضیح ما اھل بہ لغیر اللہ میری نظر سے گزرا جس کو کسی مفتی صاحب اسلام آبادی کشمیری نے شائع کیا ہے مضمون دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب آیت مذکورہ کی وضاحت کرنے میں پورا حق جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہیں کر سکے ہیں حالانکہ اسی اپنے رسالے کے اخیر صفحہ ۵ پر وہ لکھتے ہیں "جو فرد یا افراد ہیچ قسم او ہام سے جمہور مسلمانان کو اپنے مادی مفادات کے حصول کی خاطر پریشان کر کے مسلمانان کے باہمی اتحاد و اتفاق کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ رسالہ اور اس کا مطالعہ کافی ہے۔ ان سے التماس ہے کہ وہ آئندہ ایسے مسائل جن سے وہ کلیتاً ناواقف ہوں عوام المسلمین میں خلط ملط رنگ میں ادھورا پیش کرنے سے فی سبیل اللہ احتراز فرمائیں۔"

مفتی صاحب خود بدولت اس کام کو جس کی سرانجام دہی کا ذمہ اپنے اوپر لے رکھا تھا۔ اس قدر نامکمل اور ادھورا چھوڑ بیٹھے کہ ان کی اس تحریر سے ناظرین اور سائلین کو بجائے اطمینان حاصل ہونے کے مزید شکوک وشبہات کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسے چرائے ہوئے بھیڑ بکرے یا کسی بُت یا بزرگ کے چڑھاوے۔ جانور کا اللہ کے نام پر ذبح کے وقت حلال ہو جانا وغیرہ۔

جمعیت اہلحدیث جموں وکشمیر نے نیازمند کو اس کے جواب دینے کی فرمائش کی۔ اس لئے یہ چند سطور اہل شعور ناظرین وقارئین کے سامنے رفع نزاع اور دفع شبہات کی غرض سے

پیش کرتا ہوں۔ کسی کی دل آزاری یا تحقیر کا ارادہ نہیں۔ ہاں صرف یہ مدعا ہے کہ مسئلہ مذکورہ کا راستہ صاف نظر آئے تاکہ ہر طالب حق و صداقت بے کھٹکے اس پر گامزن ہو سکے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

تمام احناف و اہلحدیث حق گو علماء اسلام نے اپنی متعدد تصانیف میں اس مسئلہ کی ایسی پوری تحقیق اور کامل چھان بین فرمائی ہے کہ اس کا کوئی دقیقہ بیان کرنے سے نہیں چھوٹا ہے اور نہ کسی منصف مزاج اور تعصب سے کنارہ کش مسلمان کے انکار کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ رحمہ اللہ وشکر سعیھم سو نیاز مند اپنی عبارت آرائی سے سامعین کی سمع خراشی کرنا نہیں چاہتا ہے بلکہ جو کچھ اس رسالے میں تحریر ہو گا سب کا سب انہی بزرگوں اور عالموں کی تصانیف سے ماخوذ و منقول ہو گا۔ انشاء اللہ

پس اسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ مقرر ہوا۔ امید کہ ناظرین مصنفین اس کے مطالعہ و مدارسہ سے مستفید اور مستفیض ہوں گے۔

ابو البشیر شوپیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تمہید

مسلمان بھائیوں پر واضح رہے کہ قرآن مقدس کی چار سورتوں کی چار آیتوں میں لفظ وما اھل بہ لغیر اللہ یا اھل لغیر اللہ وارد ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے۔ سورہ بقرہ میں وما اھل بہ لغیر اللہ، سورہ مائدہ میں وما اھل لغیر اللہ بہ سورۂ انعام میں او فسقا اھل لغیر اللہ بہ، سورہ نحل میں وما اھل لغیر اللہ بہ صرف سورہ بقرہ ہی میں لغیر اللہ پر فقرہ بہ مقدم ہے۔ باقی تین سورتوں میں ماخذ: مفتی صاحب نے حوالے غلط دیئے ہیں اور آیتوں میں خلط ملط سے کام لیا ہے۔ شاید یہ حرکت سہواً ان سے سرزد ہوئی ہے۔ عفی اللہ عنہ

اس کی تشریح کے دو پہلو ہیں۔ ایک تفسیری دوسرا لغوی۔ تفسیری پہلو وہی قابل قبول ہوگا جو اصل اور لغوی معنی کے زیادہ مناسب ہو اور اگر تفسیری پہلو میں کوئی قید بڑھا دی گئی یا اصل معنی کو تبدیل کیا گیا۔ یہ سب کچھ بغیر دلیل کے قابل سماعت نہیں۔ اکثر مفسرین نے دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر کلام کیا ہے۔ مثلاً مفردات میں ہے یرفعون اصواتھم عند الذبح لآلھتھم مشرکین عرب اپنے معبودوں کے لئے ذبح کے وقت آواز بلند کرتے تھے (انوار ص۵) لباب التاویل میں ہے کانوا یرفعون اصواتھم بذکر آلھتھم اذا ذبحوا لھا مشرکین اپنے معبودوں کا ذکر کرنے کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے (انوار ص۶) تفسیر ابی مسعود میں ہے رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم یعنی وہ چیز جس کو بت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔ (انوار ص۶) بیضاوی میں ہے کقولھم باسم اللات والعزیٰ

عند الذبح ۔ جیسے کفار ذبح کے وقت کہتے تھے۔ باسم لات وغیرہ ۔ (انوار ص۴) جلالین میں
ہے بان ذبح علی اسم غیرہ ۔ اسی طرح کہ غیر خدا کے نام (پر) ذبح کیا جائے (انوار ص۴) خازن
میں ہے کانوا یذکرون اسماء اصنامھم عند الذبح اور یہ اس لئے ہے کہ اہل عرب
زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے ۔ (انوار ص۴) اور اس کے ساتھ ہی اس
کے لغوی پہلو کو بھی وہ ہاتھ سے نہیں دیتے ہیں ۔ مثلاً مفردات میں ہے والاھلال رفع
الصوت اور اھلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے (انوار ص۵) اور مدارک میں ہے واھل الا
ھلال رفع الصوت اور اصل میں اھلال آواز بلند کرنا ہے (انوار ص۵) لباب التاویل میں
ہے واصل الاھلال رفع الصوت اور اھلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے (انوار ص۶)
بلکہ لغتِ عرب کی کتاب صراح اور صحاح جوہری میں ہے وما اھل لغیر اللہ بہ ۔ ای
نودی علیہ لغیر اللہ واصلہ رفع الصوت یعنی وما اھل لغیر اللہ کے معنی ہیں جس
پر نام خدا کے سوا اور کسی کی ندا کی جائے اس کے اصلی معنی ہیں پس آیت کے معنوں میں جو
مفسرین نے عند الذبح کی قید کو بڑھا دیا ہے ۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آیت کے نازل
ہونے کے وقت کفار عموماً اسی طرح کیا کرتے تھے ۔ اسی لئے مفسرین نے اس قید کا ذکر کیا
اس سے یہ مقصد نہیں کہ وقت ذبح کے علاوہ کسی صنم یا کسی نبی، ولی یا بزرگ کے نام پر
تقرب کے طور پر مشہور اور مقرر کر دیا جائے تو وہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنے
سے حلال ہو گا ۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہاں آیت کی تفسیر میں مفسرین کی یہ قید اتفاقی ہے
یعنی جو جانور سوائے اللہ تعالیٰ کے تقرباً کسی کے نام پر مشہور اور نامزد ہو ذبح کے وقت
اس پر اللہ کا نام لے یا غیر کا بہر صورت وہ حرام اور مردار ہے ۔ جس طرح ولا تقتلوا اولادکم
خشیۃ املاق میں محتاجی کا ڈر قید اتفاقی ہے اور قتل اولاد بہر صورت ممنوع ہے چونکہ

پکارنے اور شہرت دینے سے ہی چیز مشہور اور مشتہر ہو جاتی ہے اس لئے لغوی لحاظ سے تقرب کے طور پر لغیر اللہ مشہور کی ہوئی چیز کو اھلال سے تعبیر کیا گیا اور جس طرح نماز سفر میں ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا کافروں کا ڈر قید اتفاقی ہے اور بہر رنگ سفر چار رکعتی نمازوں میں قصر کرنا یعنی دوگانہ پڑھنا معلوم اور جس طرح ربیبہ لڑکیوں کی حرمت میں وربائبکم التی فی حجورکم پرورش میں ہونے کی قید اتفاقی ہے یعنی وہ زیر پرورش ہوں یا نہ ہوں۔ نکاح ان کے ساتھ کسی صورت میں جائز نہیں۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جو جانور پہلے کسی معبود باطل یا وفات یافتہ کسی بزرگ یا کسی استھان کے ساتھ بطور کسی تقرب کے مشہور اور نامزد کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس جانور سے اس وصف کا ازالہ نہ ہوگا کسی حالت میں وہ حلال نہیں ہو سکتا۔ مگر بحکم واحلت لی الغنائم۔ غنیمت اور لوٹ کے مال کا حکم اس سے علیحدہ ہے۔ وہ فاتح کے قبضے میں آنے سے حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ ولاتمسکو بعصم الکوافر کی رو سے مملوکہ عورتوں کے نکاح کا تعلق کافر شوہروں کے ساتھ ملک یمین میں آنے سے قائم نہیں رہتا۔ بلکہ وہ ٹوٹ جاتا ہے اور استبرا کے بعد مالکوں پر ان سے ہم صحبت ہونا حلال۔ غرض کہ جس جانور کو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح جس کو کسی غیر اللہ کی تعظیم کے لئے مقرر کیا گیا ہو اگرچہ اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اس کو بھی حرام سمجھ لینا چاہیئے وما اھل بہ لغیر اللہ سے دونوں جانوروں کی حرمت ثابت ہے۔ جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ انشاءاللہ۔ مگر مفتی صاحب پر تعجب ہے کہ بھول گئے یا خود غرضی کی وجہ سے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو ہڑپ کر گئے۔ سچ ہے حبك الشی یعمی ویصم

اخبار و آثار سے مضمون بالا کا ثبوت (۱) امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت سے حضرت

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس لکھا ہوا موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی تعظیم کے لئے جانور کو ذبح کیا۔ تفسیر ابو اسحاق اور تفسیر ابو حیان اور تفسیر ابن کثیر میں بھی حضر النبی بن حاتم کی روایت سے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ کان رجل من بنی رباح یقال لہ ابن وائل وکان شاعرًا نافر غالبا بالفرزدق بماء بظہر الکوفۃ علی ان یعقر ھذا مائۃ من الابل وھذا مائۃ من الابل اذا وردت الماء فلما وردت الماء قاما الیھا بسیفیھما فجعلا یکشفان عواقیبھا قال فخرج الناس علی الحمرات والبغال یریدون اللحم قال وعلی بالکوفۃ قال فخرج علی بغلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیضاء وھو ینادی یا ایھا الناس لا تاکلوا من لحومھا فانھا اھل بھا لغیر اللہ یعنی دو شاعر تھے ایک ابو وائل دوسرا فرزدق اور کوفہ کے پاس ایک کنواں تھا۔ کبھی اس میں پانی ہوتا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا کبھی تھوڑا ہوتا تھا اور کبھی زیادہ اور وہ دو شاعر غالباً آپس میں رشک و مباہات سے مقابلہ کیا کرتے تھے ایک شاعر نے کہا کہ اگر پانی آگیا تو میں اس پر ایک سو اونٹ کو ذبح کر لوں گا۔ دوسرے نے جب سنا تو اس نے بھی پکارا کہ میں بھی پانی آنے پر ایک سو اونٹ کو ذبح کر لوں گا۔ پس جب پانی آگیا تو ان دونوں نے وعدے کے مطابق سو سو اونٹ ذبح کئے۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی گوشت کے لئے گدھوں اور خچروں پر سوار ہو کر نکلے اور کوفہ اس وقت دار الخلافہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ یہ شہرہ سن کر وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنایت کئے ہوئے سفید خچر دلدل پر سوار ہو کر نکلے اور وہ اونچی آواز سے پکارنے لگے۔ لوگو اس گوشت کو مت کھاؤ یہ ما اھل بھا لغیر اللہ ہے واضح رہے کہ فرزدق اسلام میں مشہور شاعر ہے۔ یہ کبھی باور نہیں ہو سکتا کہ

ایسا مشہور اہل بیت پر جان نثار کرنے والا مسلمان سوائے اللہ کے اور کسی کا نام لے کر ذبح کرے یا دار الخلافہ کے مسلمان غیر خدا کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت لینے کے لئے بے تحاشا گھروں سے نکل پڑیں۔ پس ثابت ہوا کہ جو جانور مشرکانہ شہرت اور تعظیم کے واسطے ذبح ہو خواہ اللہ کا نام لے کر ذبح ہو وہ حرام ہے اور حرام ہونے کی وجہ وہی غیر اللہ کے نام پر مشہور ہونا اور غیر اللہ کی تعظیم ہونا ہے۔ تفسیر درمنثور میں ہے۔ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللہ قال ماذبح واخرج ابن جریر عن ابن عباس وما اھل یعنی للطواغیت واخرج ابن ابی خاتم عن مجاھد قال ماذبح لغیر اللہ واخرج ابن ابی خاتم عن ابی العالیۃ وما اھل یقول ماذکر علیہ غیر اسم اللہ (انوارص) یعنی ابن منذر نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے نکالا وہ اللہ تعالیٰ کے قول وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں جو جانور غیر خدا کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکالا وہ فرماتے ہیں کہ وما اھل کے معنی ہیں جو جانور جھوٹے معبودوں کی تعظیم کے واسطے ذبح کیا گیا اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ کی روایت سے نکالا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ وما اھل کے معنیٰ ہیں کہ وہ چیز بھی حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا یعنی تعظیم کے طور پر غیر اللہ کے نام سے نام زد اور مشہور کی گئی ہو۔ ان سب روایتوں میں ذبح کے وقت کی قید اور پابندی کا کوئی ذکر نہیں مفتی صاحب نے یہاں تفسیروں کی عبارات لکھنے اور ان کا ترجمہ ادا کرنے میں بہت نازیبا اور بھیانک ٹھوکریں کھائی ہیں۔ سچ مانئے کہ نہ عبارت کی امانت کا پاس کیا ہے اور نہ ترجمہ لکھنے کی دیانت کا اللھم لا تاخذنا ان نسی او خطاء۔ اور تفسیر کبیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۸ معنیٰ قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاصنام وھو قول مجاھد وضحاک وقتادۃ وقال ربیع ابن انس وابن زید یعنی

ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ وھٰذ القول اولیٰ لانہ اشد مطابقۃ للفظ یعنی ما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے۔ ربیع ابن انس اور ابن زید نے کہا کہ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے کیونکہ اس میں مطابقت لفظی زیادہ ہے (انوار صلا) اور یہاں پر جو امام رازی نے بتایا کہ یہ قول بوجہ ذبح کی قید نہ ہونے کے لفظ آیت کے زیادہ قریب ہے۔ مفتی صاحب نے اپنی غرض مندی پر پردہ ڈالنے کی خاطر اس کو چھوا تک نہیں لیکن دنیا عقل مندوں سے خالی نہیں۔ تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں سے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　　　من اندازِ قدت را مے شناسم

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ قرطبی امام حسن بصریؒ سے نقل لائے ہیں انہ سئل عن امراۃ عملت عرساً للعبھا فخرت جزوراً فقال لا توکل فانھا ذلجت لصنم یعنی امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ایک عورت نے اپنی گڑیا کا بیاہ کیا اور اس بیاہ میں کچھ جانور ذبح کئے گیا وہ گوشت مسلمانوں پر حلال ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں کھایا جاسکتا وہ گوشت حرام ہے اس لئے کہ وہ ذبیح بت کے ذبیح کہلائیں گے۔ اس فتویٰ میں آپ نے غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح ہونے والے جانور کو بت کا ذبیحہ بتا کر اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور قید وقتِ ذبح غیر نام خدا پر ذبح ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس جانور سے نیت کی پلیدی جب تک کہ نیت تبدیل نہ ہو ذبح کے وقت نام خدا لینے سے رفع نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مردار ہی رہتا ہے۔ جیسے درندے اور پنجہ گیر پرندے۔ فرق صرف اتنا ہو گا کہ ان میں حکم حرمت قدیم اور اس میں تعظیم غیر اللہ کی نیت باقی رہنے تک۔

اس پر مزید معتبر تفاسیر کی شہادت

امید ہے کہ ناظرین مکرمین پر روشن ہوا ہوگا کہ اوپر ہم مفتی صاحب کے رسالہ انوار کے حوالجات تفاسیر ہی سے ثابت کر آئے ہیں کہ آیہ وما اھل بہ لغیر اللہ کے ذیل میں وہ جانور بھی شامل ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ بھی جو اللہ کے سوائے اور کسی مخلوق کی تعظیم و تقرب کے لیے اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ اب مزید معتبر تفسیروں کی روشنی میں ان دونوں مسائل کی توضیح و تبیین کی جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

جناب شاہ عبد العزیز حنفی محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں زیر آیہ وما اھل بہ لغیر اللہ میں لکھتے ہیں کہ "مگر آں جانور کہ آواز بر آوردہ شد و شہرت دادہ شد درحق آں جانور کہ لغیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت باشد یا روحے خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او دہند و خواہ جنّے مسلط بر خانہ یا سرائے کہ بدون دادن جانور از ایذائے سکنہ آنجا دست بردار نشود یا توپ را روانہ کردن نہ دہد و خواہ پیرے یا پیغمبر را بایں وضع جانورے زندہ مقرر کردہ دہند کہ ایں ہمہ حرام است و در حدیث صحیح وارد است ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نے (انتہیٰ) یعنی وہ جانور بھی حرام ہے جس کے حق میں آواز بلند کی گئی اور شہرت دی گئی ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے لئے ہے خواہ وہ غیر بت ہو یا کوئی پلید روح ہو کہ بھوگ کے طور اس کے نام پر دیتے ہیں یا کوئی جن ہو جو کسی گھر یا سرائے پر مسلط ہو کہ بغیر دیئے جانور کے اس جگہ کے رہنے والوں کو تکلیف دینے سے اپنے ہاتھ کو نہیں روکتا۔ یا توپ کو چلنے نہیں دیتا۔ یا کسی پیر یا پیغمبر کے لئے اس طریق پر زندہ جانور مقرر کر کے دیں۔ یہ سب حرام ہیں اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو غیر اللہ کا قرب ڈھونڈھتے کے لئے ذبح کرے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے۔

(۲) حضرت شاہ عبدالقادر صاحب حنفی علیہ الرحمہ تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ آیت وما اھل بہ لغیر اللہ سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جو جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مردار ہے۔

(۳) تفسیر فتح البیان میں ہے وانما الحق فی المقام تفسیرہ برفع الصوت والغاء قید الذبح لیتناول النظم الکریم کل حیوان رفع بہ الصوت لغیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سواء ذبح باسم اللہ اور باسم غیرہٗ وعلیہ تدل اللغۃ العربیۃ وھی الاصل المقدم فی تفسیر کلام اللہ العزیز یعنی اور سوائے اس کے نہیں کہ اس مقام پر حق یہ ہے کہ وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ذبح کی قید کو چھوڑ کر صرف رفع صوت آواز بلند کرنے کے ساتھ کی جائے تاکہ نظم قرآن کریم ہر اس جانور پر حاوی ہو جس کے ساتھ آواز اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوائے کسی اور کے لئے تقرب کے طور پر بلند کی جائے برابر ہے کہ وہ جانور اللہ کے نام پر ذبح ہو یا ماسوا اللہ کے نام پر۔ بہر صورت وہ حرام ہے۔ اسی معنی کی طرف عربی لغت رہنمائی کرتی ہے اور یہی اصل مقدم ہے کتاب اللہ کی تفسیر میں۔

(۴) مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقت ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو اس کے علاوہ کوئی اور چیز یہ آیت حرام نہیں کرتی نہ زندہ جانور جس پر کسی ولی اللہ کا نام پکارا جاتا ہے نہ کوئی اور چیز جو کسی کے نام سے مشہور ہو (انوار صلا) اور لکھا ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت غیر کو موجب حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا سخت مخالف ہے خر قصاب کی نیت تحصیل نفع دینا اور ذبائحِ شادی کا مقصد براۃ کو کھانا دینا ہے۔ نیت غیر تو یہ بھی ہوئی بلا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے۔ یونہی مہمان کے لئے ذبح کرنا درست ہے (انوار صلا)

جواب

مفتی صاحب عجیب الجھن میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لئے غیر شرعی ذبیحہ کی حلت پر ذبائح شرعیہ کی مثال پیش کر کے کہتے ہیں کہ جب اتنے ذبیحے حلال اور درست ہیں تو وہ بھی درست ہے حالانکہ محققین علماء عام طور پر ہر ایک نسبت اور نیت کے منکر نہیں بلکہ وہ صرف اسی کے مخالف ہیں جو نسبت، نیت اور شریعت کے خلاف ہو۔ مثلاً کسی ولی اور بزرگ کی نذر مان کر اس کی تعظیم اور تقرب کی نیت سے جانور کو اس کی طرف نسبت کرنا تو ویسا جانور اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے اور کھانا اس کے گوشت کا ہرگز جائز نہیں۔ کتب فتاویٰ و فقہ حنفیہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اگر مفتی صاحب اس سے بے خبر ہوں یا خدا نخواستہ تجاہل عارفانہ سے کام لیں تو اس میں ہمارا قصور نہیں۔

ناظرین ہم آپ کی آگاہی کے لئے ان کتابوں کے نام اختصاراً ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔ ضوء الفتاویٰ، جامع الرموز، ہدایۃ المبتدی، نصاب الاحتساب، مطالب المومنین، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا اور کتاب درالمختار تو ضرور ان کے سامنے ہوگی۔ ان سے اس کا صفحہ نمبر ۵۸۳ ملاحظہ کروائیے گا۔ وہاں اس عبارت سے لطف اٹھائیے گا۔ لو ذبح لقدوم الامیر ولنحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل لغیر اللہ ولو ذکر اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم والفارق انہ ان قدمھا لیاءکل منھا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف اوللولیمۃ اوللربح وان لم یقدمھا لیاکل منھا بل یدفعھا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم یعنی اگر کسی نے ذبح کیا

جانور کو کسی امیر کی تعظیم کے واسطے اس کے آنے کے وقت یا بزرگوں میں سے کسی ایک جیسے کے لئے تو وہ حرام ہے۔ اس لئے کہ وہ جانور ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے۔ اگرچہ اس پر اللہ کا نام بھی لے اور اگر مہمان کے لئے اس کو ذبح کیا تو حرام نہیں اور ان دونوں ذبحوں کے درمیان یہ امر فرق کرنے والا ہے کہ جس کے خاطر جانور ذبح ہوا۔ اگر اس کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ اس سے کچھ کھالے تو وہ ذبح اللہ کے لئے ہے اور فائدہ اٹھانا مہمان کو یا ولیمہ کی دعوت والوں کو یا قصائی کو جو اپنے فائدے کے واسطے گوشت بیچنے والا ہے اور اگر وہ اس کے سامنے پیش نہ کیا گیا تاکہ وہ اس سے کچھ کھالے بلکہ اس کو اور کسی غیر کو حوالے کر دے تو غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ہے سو وہ حرام ہے۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ خاص اللہ کی تعظیم و تقرب کا جانور بدرجۂ اولیٰ حلال ہے۔ اس کے علاوہ چوں کہ مہمان خود کھاتے ہیں اور شادیوں کی دعوتوں میں مدعوین کھلائے جاتے ہیں اور قصائی سے خریدار گوشت خرید کر کھاتے اور کھلاتے ہیں یہ سب ذبیحے حلال ہیں۔ اس کے برعکس جو جانور کسی بزرگ اور بڑے آدمی کی تعظیم کی غرض سے ذبح کیا گیا لیکن اس سے اس نے کچھ کھلایا نہیں اسی طرح جو جانور کسی وفات یافتہ نبی یا ولی کی تعظیم کا ہو جس سے اس نے کچھ تناول نہ کیا کیونکہ وہ اس عالم فانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی میں جل بسا ہے اس لئے وہ یہاں کے کھانے پینے کا محتاج نہیں ہے ؎

عالم برزخ مکان عالم دیگر شد است

تو ایسا جانور مطلق حرام ہے۔ خواہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لے لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ کذا یستفاد من عبارتہ۔

تفسیر احسن الفوائد کے صفحہ ۳۵ پر آیت وما اھل بہٖ لغیر اللہ کے فائدے میں لکھا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے (۱) کسی جانور کے ذبح کے وقت سوا خدا کے اور کسی کا نام لے کر اس کو ذبح کیا جائے جس طرح مشرکین مکہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر اسے ذبح کیا جائے جس طرح مشرکین مکہ بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے (۲) یا ذبح سے پہلے خدا کے سوا کسی اور شخص کی تعظیم کی غرض سے کسی جانور کو اس شخص کے نام ٹھہرا کر ذبح کیا جائے اور ذبح کے وقت بطور عادت اور رسم کے اللہ کا نام لیا جائے۔ یہ سب حرام ہیں۔ صحابہ اور تابعین نے اس آیت کی تفسیر اسی طرح سمجھی ہے۔ جس طرح کا مطلب اوپر بیان ہوا اور اسی طرح صحابہ اور تابعین نے فتویٰ دیئے ہیں۔ انتہیٰ

مضمون بالا پر فقہائے نامدار و علمائے باوقار کی شہادتیں

حضرت مولوی عبدالحئی لکھنوی حنفی علیہ الرحمہ اپنے مجموعۂ فتاویٰ کی دوسری جلد ص۵۵ پر ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ما اھل بہٖ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الیٰ غیر اللہ ذبح کیا جائے اور مقصود اراقۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہو اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہو۔ ایسا جانور حرام ہے۔ اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اس پر کہی جائے۔ درمختار میں ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہٖ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ

(۲) صاحب غایۃ الاوطار جو بڑے پایہ کے حنفی بزرگ اور شارح ومترجم درمختار ہیں۔ وہ اس کی جلد چہارم صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ پر لکھتے ہیں کہ دستور عوام میں یوں ہے کہ نیا حاکم قلعہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی تعظیم کے واسطے یا دیو بھوت کے بھوگ دینے کے واسطے تاکہ تکلیف نہ دے جانور ذبح کرتے ہیں۔ حاکم کو اس کا گوشت نہیں کھلاتے ہیں جو اس کو دعوت قرار دیجئے۔ طحطاوی نے کہا ذبیحہ مذکورہ مردار ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا خاص نام لیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ تعظیم غیر خدا حرمت کی علت ٹھہرائی جائے تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ جو ہندوستان میں جاہلوں میں رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا ذبح کرتے ہیں وہ گائے اور بکرا مردار ہے۔ اس واسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر اللہ اور تقرب مخلوق کا ارادہ کرتے ہیں اور یہ جو بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت نام خدا کے ذکر کرنے سے ذبیحہ حلال اور پاک ہو جاتا ہے۔ گو نیت عوام کی خراب ہو سو ان کی غلط فہمی ہے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا ہے کہ درصورت تعظیم غیر خدا ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا خالص نام لیا جائے (انتہیٰ)

شرح وقایہ اردو کی چوتھی جلد کے صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو ہندوستان میں رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ سدو کا بکرا یا اجالا شاہ کا مرغا ذبح کرتے ہیں وہ گائے، بکرا، مرغا مردار ہے۔ اس واسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر خدا کا ارادہ کرتے ہیں اور صحیح مسلم میں وارد ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ سے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ یعنی لعنت کرے اللہ اس شخص پر جو ذبح واسطے غیر خدا کے تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے امورات سے خود احتراز رکھیں اور اوروں

کو جو جاہل ہیں سمجھا کر ان چیزوں کو ترک کرائیں (انتہیٰ)

جناب نواب قطب الدین خاں صاحب حنفی جو علماء حنفیہ میں چوٹی کے بزرگ اور اردو زبان میں شارح مشکوٰۃ ہیں۔ وہ شرح مشکوٰۃ مظاہر حق کی تیسری جلد صفحہ ۲۲۸ میں لکھتے ہیں کہ اور جو جانور کہ نامزد کیا گیا اور شہرہ دیا گیا تقرب اور تعظیم کے لئے بنام غیر خدائے تعالیٰ کے وہ حرام ہے جیسے کہ عوام جاہلوں میں دستور ہے کہ یہ بکرا شیخ سدو کا یا یہ گائے سید احمد کبیر کی یا یہ بکرا توپ کا یا یہ مرغا مدار صاحب کا یا یہ جانور ذبح کرنا قبروں، بزرگوں کے پاس یا کنارہ دریا کے یا بطریق بھوگ کے ساتھ نام جنوں کے پیش کرنے والا ان کا مرتد کافر ہے اور یہ ذبیحہ مردار اور حرام ہے۔ اگرچہ وقت ذبح کے نام خدا کا لیا ہو۔ یعنی بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو تو بھی حرام ہے۔ اس واسطے کہ پہلے سے یہ جانور غیر خدا کے نام پر مشہور ہو چکا۔ پھر وقت ذبح کرنے کے ایک نام خدا کا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جیسے اشباہ و نظائر اور تنویر الابصار اور در المختار اور منح الغفار اور فتاویٰ عالمگیری اور مطالب المومنین میں مذکور ہے بلکہ در مختار میں شرح وہبانیہ اور ذخیرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ کرنے والا اس فعل کا کافر ہے اور مطالب المومنین میں مذکور ہے۔ ابو حفص کبیر و ابو علی وقاف اور عبداللہ کاتب اور عبدالواحد اور ابوالحسن لوزی وغیرہ نے جو علماء نامدار اور مجتہد روزگار تھے۔ فتویٰ اس پر دیا ہے کہ ذبح کرنے والا اس کا کافر ہے اور ذبیحہ اس کا حرام ہے اور تفسیر نیشاپوری میں ذکر کیا ہے کہ سارے علماء اتفاق رکھتے ہیں اس پر کہ جس مسلمان نے ذبح کیا ذبیحہ اور قصد کیا تقرب اور تعظیم اس میں سوا خدا کے تو وہ شخص مرتد ہوا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ ملعون ہے

وہ شخص کہ ذبح کرے واسطے تقرب چاہنے سوا خدا کے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف وغیرہ میں مذکور ہے اور تفسیر عزیزی میں بیچ تفسیر وما اھل بہ لغیر اللہ کے مولانا شاہ عبدالعزیز محدثؒ نے لکھا ہے کہ وہ جانور کہ جو شہرہ دیا گیا سوائے نام اللہ کے خوک سے بدتر اور مردار ہے (انتہیٰ)

پیارے ناظرین! اللہ کے فضل سے آپ جانتے ہوں گے لا اکراہ فی الدین دین میں زبردستی نہیں۔ ہمارے ذمے جو کام تھا اس کو ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وعنایت سے انجام دیا۔ اب مفتی صاحب اور ان کے چیلے چانٹے شیخ العالم کے مینڈھے اور زینہ شاہ صاحب کے مرغے کا گوشت، باباقیام الدین کی کھیر، مخدوم صاحب کا پراٹھا، ریشی صاحب کی کٹھائی، اسی جیسی اور کھانے کی چیزیں کھائیں یا نہ کھائیں ان کا اپنا اختیار ہے۔ ہم ہرگز ان کی پرہیزگاری اور ناپرہیزگاری کے ذمہ دار نہیں۔

بر رسولاں بلاغ باشد وبس

مفتی صاحب کے عندیات کا جائزہ

(۱) مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ تفسیر احمدی مطبوعہ کلکتہ صفحہ نمبر ۴۰ میں ہے کہ ومن ھٰھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھوالرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیھا وقت الذبح وان کانوا ینذرو

نہ اللہ ۔ یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ جو حیوان اولیاء اللہ کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔ اس لئے کہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ وہ ان کے لئے نذر کرتے ہیں۔ (انوار ص۱۰ وص۱۱)

جواب

حضرات ناظرین! مفتی صاحب جس نذر کے جواز کا فتوای دے رہے ہیں وہ تو سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب البحر الرائق میں ہے۔ الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ یعنی مخلوق کے لئے نذر کی حرمت پر اجماع ہے اور نہ وہ نذر منعقد ہوتی ہے اور نہ اس کا پورا کرنا درست ہے اور وہ ممنوع بلکہ حرام ہے اور شیخ کے خادم کو اس کا لینا اور کھانا اور اس پر قبضہ جمانا درست نہیں۔ علامہ آفندی رسالہ ردِ بدعات میں لکھتے ہیں والاجماع انعقد علی حرمۃ النذر المشائخ ولا ینعقد ولا یشغل الذمۃ واخذہ حرام بل سحت یعنی بزرگوں کے واسطے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہے اور وہ نذر منعقد نہیں ہوتی۔ نہ اس کی ذمہ داری ہی لازم ہوتی ہے، اس کا لینا ممنوع ہے اور حرام۔ صاحب دلیل الصالحین لکھتے ہیں فمن نذر لنبی اوولی لا یلزمہ شی فان اعطی ذالک الشی احد من الناس لا یجوز اخذہ یعنی پس جو شخص نذر کسی پیغمبر یا کسی بزرگ کے لئے مان لے وہ لازم

نہیں ہوتی۔ پس اگر وہ نذر مانی ہوئی چیز لوگوں میں سے کسی کو دے تو لینے والے کو اس کا لینا درست نہیں۔

ناظرین! اب انصاف سے فرمایئے کہ اس اجماع کے مقابلے میں صرف ملاجیون صاحب کا نذر للمخلوق کی حلت کا بیڑا اٹھانا کس شمار و قطار میں محسوب ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۲)

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ مشرک نے اپنے بتوں کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہہ کر ذبح کی تو حلال ہے، کھائی جائے۔ اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے۔ (انوار ص۱۲)

جواب

ہمارے ناظرین بزرگو! ذرا اس امر کا احساس کیجئے کہ اللہ جل شانہ نے سورہ بنی اسرائیل میں مذمت شرک سے شروع کرکے کئی ممنوعات کا ذکر کیا ہے اور بالآخر تنبیہ کے طور پر ارشاد ہوتا ہے کہ کل ذالك كان سيئة عند ربك مكروها ان سب برائیوں کی بدی تیرے رب کے نزدیک مکروہ یعنی ناپسند ہے سو ہم پوچھتے ہیں کہ مفتی صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ مسلم کے واسطے بتوں کے لئے ذبح شدہ بکری کا کھانا مکروہ ہے تو حلال کس کے لئے ہوئی ؎

بس اک نگہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ اس کا

(۳)

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ لہٰذا فاتحہ و نیاز و صدقات و خیرات وغیرہ

کو وما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا قرآن کریم کے معنی تبدیل اور تمام تفاسیر معتبرہ کی مخالفت ہے۔ (انوار ص۱۱)

جواب

ہم کہتے ہیں کہ نیت میں نذور و کلمات اور صدقات و خیرات کا خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اور ثواب واجراس کا اموات یا اپنے واسطے مخصوص رکھنا شریعت اسلامیہ میں ایک مانی ہوئی حقیقت ہے جس کے جواز پر سب کے سب ائمہ اہل سنت والجماعت متفق ہیں لیکن وما اھل بہ لغیر اللہ میں اہلال کو برعکس روایات صحیحہ کے وقت ذبح کے معنوں میں مقید کرنا پھر لغیر اللہ کی تقریر باسم غیر اللہ قرار دینا معاذ اللہ کلام الٰہی کی تحریف کے مترادف نہیں تو اور کیا۔

(۴)

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ ذبح سے غیر خدا کی طرف وہی تقرب موجب حرمت ہے جو بروجہ عبادت ہو۔ (انوار ص۱۳) اور لکھا ہے کہ مثلاً کہا ہو زید کی گائے عبدالرحمان کا دنبہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کی بھیڑ مگر وقت ذبح بسم اللہ کہا گیا ہو۔ اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لیا گیا ہو۔ تو وہ حلال طیب ہے۔ (انوار ص۸) اور لکھا ہے کہ قربانی کے دن یہ کہا جائے کہ پہلے عبداللہ کا بکرا پھر عبدالرحیم کی گائے ذبح کی جائے گی اور اس کے بعد وہ جانور صرف بسم اللہ کہہ کر ذبح کی جائے تو وہ حلال ہے قربانی مقبول ہے۔ (انوار ص۱۱)

جواب

مفتی صاحب نے اپنے رسالے کے سرورق پر اولیاء اللہ کی نسبت عقیدت

کا یوں اظہار کیا ہے ؎

خاکپائے غوث الاعظم زیر سایہ ہروی

اور اس شعر سے بھی اپنی عقیدت کا ثبوت دیا ہے ؎

اولیاء راہست قدرت ازالہ　　تیر برجستہ باز گرداند ز راہ

اشعار بالا سے کھلے طور تقرب اور تعظیم کی رال ٹپکتی ہے ۔ کیا مفتی صاحب کو زید ، عبداللہ ، عبدالرحمان اور عبدالرحیم وغیرہ عام مسلمان بھائیوں سے بھی ایسا ہی توقع ہے ۔ ہرگز نہیں ۔

پس ایسی صورت میں اگر سو بار بھی ذبیحہ پر اللہ کا نام لے لیا جائے تو کیا فائدہ ملے گا جب کہ اوپر ہم علمائے حنفیہ کے معتبر فتاوٰی سے ثابت کر آئے ہیں سچ ہے ؎

اگر در خانہ کس است ۔ ایں قدر بس است

سوال

مہمان کے نام پر مشہور کیا ہوا جانور جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے حلال ہو جاتا ہے تو وفات یافتہ بزرگ کے نام کا مشہور کیا ہوا اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہو کر کیوں حلال نہیں ہو گا ؟

جواب

ذبیحہ پر ذبح کے وقت بسم اللہ کہہ کر اللہ کی تعظیم بجا لائی گئی اور مہمان نے بھی کچھ اس سے تناول کیا ۔ اس لئے اس قسم کا ذبیحہ حلال ہے ۔ اس کے برعکس کسی وفات یافتہ بزرگ کے نام سے شہرت یافتہ جانور جس سے وہ بزرگ کچھ کھاتا

نہیں چوں کہ نذر ماننے والے کو صرف بزرگ کی تعظیم کا بجا لانا مقصود ہوتا ہے اور اس قسم کی تعظیم صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے اس وجہ سے کہ وہ ہمیشہ کھانے اور پینے سے مبرہ اور پاک ہے لقولہ تعالیٰ ما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون (الذاریات)، تو ایسی تعظیم بجا لانے میں بزرگ کو اللہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو شرک اکبر ہونے کی علت سے شرعاً ممنوع ہے۔ پس ایسے ذبیحہ کا کھانا حرام ہے۔ خواہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہہ کر ہی ذبح کیا گیا ہو۔ ہرگز اس کا گوشت حلال نہیں رسمی طور پر جیسا کہ ہم اوپر فقہائے حنفیہ علیہم الرحمہ کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں۔

سوال

عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی نوزائیدہ بچہ کچھ کھاتا نہیں۔ وہ کیوں حلال ہے حالانکہ وہ بھی اسی کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔

جواب

عقیقہ اللہ تعالیٰ کی نئی عطا شدہ نعمت کا شکرانہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بجا لاتے ہیں۔ شریعت کی رو سے اس کا جانور قربانی کے جانور کا سا حکم رکھتا ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ قربانی کی طرح عقیقہ کے جانور کا عیوب سے پاک ہونا اور اچھی صفتوں والا ہونا ضروری ہے اور گوشت قربانی کی مانند اس کے گوشت کا تقسیم ہونا مسنون ہے مولود کا ابھی نام ہی معلوم نہیں ہوتا۔ تو اللہ کے سوا کس کے نام اور کہاں کی شہرت۔ حرام کو حلال بتانے کی خاطر شکم پروروں کے محض زبانی ڈھکوسلے ہیں۔ اللهم انا نعوذ بك من شرور انفسنا۔

(تتمہ) صدقات وخیرات اور نذر لغیر اللہ میں فرق

رسالہ انوارالانتباہ کا مدلل جواب ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ الآ ہم جواب کو ختم کرنے سے قبل کم خواندہ اور موٹی سمجھ والوں کے لئے نذر للہ یا صدقات وخیرات اور نذر لغیر اللہ کا فرق سہل اور آسان طریقہ پر سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو بعض مقامات پر مشتبہ وملتبس کر کے کم خواندہ عوام کو غلط فہمی میں ڈال کر مسئلہ کی اصل نوعیت پر پردہ ڈالنے کی انتہائی کوشش کی ہے مثلاً وفات یافتہ بزرگوں کے نام پر مشہور کی ہوئی نذر کی تو بحث چل رہی ہے۔ لیکن اسے خلط ملط کرنے کے لئے عبدالرحمٰن کا دنبہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کی بھیڑ۔ اسی طرح دیگر شادی وغیرہ کی تقریبات کا کھانا نذر لغیر اللہ کے ساتھ مخلوط کر کے گھوڑے اور گدھے کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک کر اپنی مطلب براری کرنی چاہی ہے حالانکہ ان دونوں میں آسمان زمین کا بون و بُعد ہے۔

ہم تمام حنفی برادران سے انصاف کے نام پر اپیل کریں گے کہ فرقائی اور تقلیدی عینک کو اتار کر حکم خداوندی واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربٰی الخ (جب بات کہو تو عدل وانصاف سے کہو۔ اگرچہ اپنے کسی قریبی تعلقدار کے وہ خلاف ہی ہو) کو سامنے رکھ کر بتائیں کہ کیا وہ بھیڑ یا مرغ جو حضرت پیرؒ یا حضرت شیخ العالمؒ یا حضرت شاہ ہمدانؒ یا حضرت زینہ شاہ رحمہم اللہ کے نام سے مشہور کرایا جاتا ہے یا گیارہویں کی چائے جو ماہ بہ ماہ مقررہ تاریخ پر دستگیرؒ چائے کے نام سے تیار کی جاتی ہے اور پینے والوں کو

جب بلایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ دستگیر کی یا گیارہویں کی چائے پی لو۔ یا وہ مختلف چیزیں مثلاً شمع، تیل، مخملی غلاف، شرینی، حلوا، روٹھ دایک بڑی مرغن ومیٹھی روٹی، جو کہ بزرگوں کے استھان ومزارات پر بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں۔ کیا ان سب چیزوں کے کرنے سے وہی مقصد ہوتا ہے جو ولیمہ، عقیقہ کے جانوروں کے ذبح سے ہوا کرتا ہے۔

صاف بات ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔

اولیاء کرام کے نام پر نذر کی ہوئی چیز سے تو صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ یہ بزرگ ہمارے ذبیحہ سے یا دیگر اقسام نذر سے ہم پر راضی ہو کر ہماری آئی بلائیں ٹال دیں گے۔ یا اور کوئی ضرورت وحاجت مثلاً غربت وافلاس دور کرنا، اولاد دینا، امتحان یا مقدمے میں کامیابی عطا کرنا، بیماری سے شفا دینا، دشمن پر غلبہ پانا وغیرہ۔ غرض یہ سب نذرانے اور منتیں لوگ صرف اس لئے مانتے ہیں کہ ان کی حاجات پوری ہوں۔ کچھ تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس بزرگ کے نام پر نذر چڑھائی وہ خدا تعالیٰ کے پاس میری سفارش کریں گے لیکن کچھ تو صاف یہ یقین رکھتے ہیں کہ وفات یافتہ بزرگ رات دن اپنے مریدوں اور نذور ونیاز کرنے والوں کا کام پورا کرتے رہتے ہیں، منع وبخشش کے دفاتر سامنے ہیں۔ کسی کو دیا جاتا ہے اور کسی سے لیا جاتا ہے۔

جب یہ بات مسلم ہے تو اس امر میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ یہ نذر ونیاز بروجہ خوف ورجا ہے یعنی وفات یافتہ بزرگ سے قہر کا خوف اور مشکل کشائی اور دستگیری کی امید۔ یہی دو چیزیں تو اصل عبادت ہیں۔ کیا استھانوں پر نذرانے لے جانے والے ان بزرگوں کے مزارات پر گڑگڑا کر دعائیں نہیں مانگتے کیا ہاتھ پھیلا کر جبینیں جھکا کر چوکھٹ

کی خاک مل مل کر اپنی ایک ایک بڑی اور چھوٹی حاجت کا اظہار نہیں کرتے۔

نذر کے ساتھ جب یہ سب کچھ کیا جاتا ہے تو اس کی نذر لغیر اللہ ہونے میں اب کونسی کمی باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے شخص کی یہ نیت کہاں سے آئی کہ وہ اپنے نذر و صدقہ کا ثواب بزرگ کو اس لئے بخش دیتا ہے تاکہ وہ بزرگ کی مغفرت اور بخشش کا سامان ہو جائے یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ان کی نیت محض ایصال ثواب ہوئی۔ تو کسی خاص تاریخ کے تعین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور استھانوں پر نذر لے جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ صدقات و خیرات کو تو بلا تعین تاریخ و یوم و ماہ صرف گھر پر پورا کیا جا سکتا ہے۔ جہاں میلہ لگتا ہو، غیر خدا کو پکارا جاتا ہو اس خصوصیت کے ساتھ اسی مقام پر نذر کرنا منشائے شریعت کے صریح منافی ہے۔

ثابت بن ضحاک رضؓ کی روایت سے ایک حدیث مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے مقام بوآنہ (داخل مکہ میں ایک مقام) میں اپنا اونٹ نذر کرنے کی اجازت مانگی تو حضورؐ اجازت دینے سے پہلے پوچھتے ہیں۔ ھل کان فیھا وثن من اوثان الجاھلیۃ یعبد قالوا لا۔ فھل کان فیھا عید من اعیادھم قالوا لا الخ کہ وہاں جاہلیت میں کسی چیز کو پوجا تو نہیں جاتا؟ یا وہاں تو کبھی میلہ نہیں لگتا تھا؟ جب وہ دونوں باتوں کے بوآنہ میں ہونے سے انکار کرتا ہے تو نذر پورا کرنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے علماء امت، محدثین کرام و فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے بالاتفاق اس قسم کے نذر کو باطل اور حرام قرار دیا ہے۔ فقہ حنفیہ کے ایک دو حوالجات اور ملاحظہ فرما کر داد دیجئے۔

حنفیہ کی مشہور کتاب بحر الرائق میں ہے۔ الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق کسی مخلوق کی نذر ماننے کی حرمت پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

در المختار مذہب حنفیہ کی چوٹی کی کتاب میں صاف مرقوم ہے واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام۔ یعنی اکثر عام لوگ جو مردوں کی نذر ونیاز کرتے ہیں۔ چاہے نقدی ہو یا اور کوئی چیز۔ یہ نذر ونیاز حنفی مذہب کے کل علماء کے نزدیک بالاجماع حرام اور باطل ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں لوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز الخ اس وجہ سے کہ یہ نذر مخلوق کے لئے کی جاتی ہے اور مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں۔

تو اب خدارا بتائیے کہ اس قسم کی نذر اور عبدالرحمان کے دنبے یا عقیقہ، شادی وغیرہ تقریبات کی نذر میں کیا توافق و تطابق ہے، کیا عبدالرحمان کے دنبے یا عقیقہ ولیمے کے ذبائح سے کوئی یہ مراد لیتا ہے کہ اس سے فلاں بزرگ، فلاں ولی راضی ہو کر مشکل کشائی کریں گے۔

حق تو یہ ہے کہ یہ حق کو باطل سے التباس کرنے کے صریح مترادف ہے ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون رہا ولی کے نام سے مشہور کیا ہوا جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

یہ چوری کی بھیڑ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تو اس کے کھانے میں مفتی صاحب کو تو کوئی عذر نہیں۔

اگر ہے تو کیوں ؟

کوئی کسی دکاندار سے کھانے پینے کی کوئی چیز چرا کر لائے پھر بسم اللہ کر کے تناول کرے اور پھر ڈکار لے کر الحمد اللہ بھی پڑھے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس صحابی نے یوآتہ ہیں نذر کا اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تھی ۔ کیا اسے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح نہیں کرنا تھا ؎

میرے دل کو دیکھ کر، میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کو ناخدا دیکھ کر

اب ہم مفتی صاحب کی بھول بھلیوں میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتے ۔ ہاں صرف سعدی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر سنا کر ان سے رخصت ہوتے ہیں ؎

ہر چہ آں بہر دوست کشتہ نشد
گرچہ بسمل کنیش مردار است

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنّت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ براءتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنّت کے اسباب اوران کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور و غل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفۂ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزار فی تحقیق مسائل العزار
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لایصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حبِ رسولؐ کے مظاہرے
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

آئینہ

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب و مساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب و مساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلباء مکاتب و مساجد	۱۲۰۰
ائمہ و خطباء	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلباء مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار و رسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۳	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلباء کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱۔ طبیہ کالج کا قیام

۲۔ ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام

۳۔ ایک پرنٹنگ پریس

۴۔ یتیم خانہ

۵۔ مسافر خانہ و سرائے

۶۔ ایک علمی ادبی میگزین کا اجراء

اپیل

دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہلِ خیر اور ہمدردوں کے تعاون پر منحصر ہے
خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی
اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگِ حیات کو تازہ رکھتا ہے
ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ
اہم ترین ملی و دینی فریضہ ہے۔ جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہوگا۔
ہماری سینکڑوں سالہ ملی و جماعتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحابِ خیر کے تعاون
سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی
قائم ہے اور انشاء اللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ اخیر تک
برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر بھی وقت کا
وہ اہم ترین قدم ہے جو دینِ خالص کی بقا اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت
کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا رہے اور اس مقدس شمع کی
روشنی دور و نزدیک پھیلتی رہے اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا
قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہم قدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزلِ مقصود
تک پہنچ سکتا ہے۔ والسلام

(سکریٹری ٹرسٹ)